مقتلِ ابی مخنف وقیام مختار

محمد علی بک ایجنسی
جامع مسجد و امام بارگاہ امام الصادقؑ G-9/2
اسلام آباد فون نمبر 0333-5121442

مقتلِ ابی مخنف

وقیام مختار

ترجمہ

سیّد تبشّر الرضا کاظمی

محمد علی بک ایجنسی
جامع مسجد وامامبارگاہ امام الصادق G-9/2
اسلام آباد۔فون 0333-5121442

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مقتل ابی مخنف وقیام مختار
مترجم	:	سید تبشر الرضا کاظمی
کمپوزنگ	:	الفا کمپوزنگ پوائنٹ گوالمنڈی' راولپنڈی
طباعت	:	اسد پرنٹنگ پریس راولپنڈی
بار چہارم	:	مارچ 2004ء
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	100 روپے

ملنے کا پتہ

محمد علی بک ایجنسی

جامع مسجد وامامبارگاہ امام الصادق G-9/2

اسلام آباد۔ فون 0333-5121442

ہزار درہم موجود ہیں"۔فرمانے لگے۔"ان میں سے کچھ رقم اس شخص کو دے دو جو سر حسینؑ اٹھائے ہوئے ہے اور اس سے کہو کہ یہ سر ذرا آگے لے جائے تاکہ لوگوں کی نظریں ہماری خواتین سے ہٹ کر سر حسین علیہ السلام پر مرکوز ہوں"۔ سہل کہتا ہے کہ میں نے تعمیل حکم کی اور دوبارہ خدمت امامؑ میں حاضر ہوا اور عرض کی۔"مولا! جس طرح سے آپ نے حکم دیا تھا اسی طرح میں بجالایا ہوں"۔ امامؑ نے فرمایا۔"خدا تجھے روز قیامت ہمارے ساتھ محشور کرے"۔ اس وقت امامؑ کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے۔"شہر دمشق میں اس طرح سے ذلیل وخوار ہوا ہوں جیسے میں کوئی بے یارومددگار حبشی غلام ہوں۔ اور میرے جد ہر میدان میں مشہور ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میرے بزرگ امیرالمومنین (علی علیہ السلام) ہیں۔ اے کاش یزید مجھے اس طرح سے اسیری میں نہ دیکھتا۔

ایک بوڑھی عورت کی سر مبارک سے بے ادبی

اسی دوران میں نے ایک کھڑکی کی طرف نظر کی جس میں پانچ عورتیں بیٹھی تھیں۔ ان میں سے ایک بوڑھی کا قد خمیدہ تھا۔ جس وقت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک اس کے مقابل آیا اپنی جگہ سے اٹھی اور ایک پتھر اٹھا کر آپ کے دندان مبارک پر مارا۔ میں نے یہ منظر دیکھ کر دُعا کی۔"خدایا! اس عورت کو ان دوسری عورتوں کے ہمراہ ہلاک کردے"۔ ابھی میری یہ دُعا ختم ہوئی تھی کہ اچانک وہ کھڑکی ٹوٹی اور وہ پانچوں عورتیں نیچے گر کر ہلاک ہوگئیں۔

یزید کا تاریخی دربار اور اس کی رسوائی

اس کے بعد قافلے اور سرہائے مبارک کو یزید کی طرف روانہ کردیا۔ راستے میں انہیں "باب الساعات" سے گزارا گیا جہاں انہیں تین گھنٹے تک دن کی گرمی میں روکے رکھا گیا۔ مروان بن الحکم یزید کے پاس تخت پر بیٹھا تھا۔ جب قافلہ دربار یزید میں داخل ہوا تو مروان نے پوچھا"تم نے حسین علیہ السلام اور ان کے خاندان کے ساتھ کیا کیا؟"۔ لشکریوں نے کہا۔"حسینؑ اپنے خاندان کے

اٹھارہ بنی ہاشم کے جوانوں اور پچاس سے کچھ زیادہ اپنے اصحاب سمیت ہم سے جنگ کرنے آئے تھے۔ ہم نے ان سب مردوں کو قتل کر دیا ہے ان کے مردوں کے سر اور (خواتین) قیدی ان اونٹوں پر موجود ہیں"۔ یہ سن کر مروان نے اپنے کندھوں کو جھٹکا اور امام حسین علیہ السلام کے سر کی طرف نظر کر کے بولا۔ "تمہارے چہرے کی ٹھنڈک اور تمہارے رخساروں کی سرخی کیسی بھلی معلوم ہو رہی ہے۔ میرا دل حسین علیہ السلام کے خون سے ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ خاندان پیغمبر کا خون بہا کر میں اپنا قرضہ چکا لیا ہے"۔

سہل بیان کرتا ہے کہ میں بھی اور لوگوں کے ساتھ یزید کے دربار میں موجود تھا تا کہ یہ دیکھ سکوں کہ یزید ان اسیروں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہے۔ چنانچہ یزید نے حکم دیا کہ سر حسین علیہ السلام کو نیزہ سے اتار کر سونے کے طشت میں رکھا جائے اور رومال سے ڈھانپ کر اس کے پاس لایا جائے۔ جونہی سر حسین علیہ السلام یزید کے سامنے آیا ایک کوے کی کائیں کائیں سنائی دی تو یزید یہ اشعار پڑھنے لگا۔

"اے کوے! جو بین تو کرتا ہے کر۔ جس واقعہ پر تو روتا ہے وہ تو اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ ہر سلطنت اور ہر نعمت زوال پذیر ہے اور زمانے کی چال اسی رفتار سے رواں دواں ہے۔ کاش آج میرے اجداد و بزرگ جو بدر میں تھے موجود تھے ہوتے اور دیکھتے کہ قوم خزرج تلواریں اور نیزے کھا کھا کر نالہ و فغاں کر رہی ہے۔ یہ دیکھ کر پھولے نہ سماتے اور خوشی کے آنسو ان کی آنکھوں سے رواں ہو جاتے اور کہتے۔ اے یزید! تیرے ہاتھ کبھی شل نہ ہوں۔ میں خندف کی نسل نہیں کہ اگر احمد مختارؐ کے بیٹوں سے جو انہوں نے ہمارے (اسلاف) کے ساتھ کیا بدلہ نہ لے لوں۔ بنی ہاشم نے اپنی سلطنت کا ایک کھیل کھیلا ورنہ خدا کی طرف سے کوئی وحی یا پیغام ان کے پاس نہیں آتا تھا۔ ہم نے علیؑ سے اپنے خون کا بدلہ لے لیا ہے اور ایک بہادر شیر کو قتل کر دیا ہے۔ اور بجلی کی کڑک جیسے رعب والے بزرگوں کو قتل کر کے بدر کو زیر کر کے اپنا اور ان کا حساب برابر کر دیا ہے"۔

ان اشعار کے بعد یزید نے اپنے لشکریوں سے پوچھا۔ ''تم نے حسین علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا؟''۔ وہ بولے۔ ''حسین علیہ السلام اپنے خاندان کے اٹھارہ بنی ہاشم اور پچاس سے کچھ زیادہ اصحاب سمیت ہمارے مقابل میں آئے تھے۔ ہم نے ان سے درخواست کی تھی کہ ہمارے امیر کے حکم کے مطیع ہو جاؤ یا پھر ہم سے جنگ کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے جنگ کا راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ ہم نے ان سب کو قتل کر دیا۔ یہ ان کے سر ہیں جبکہ ان کے جسم خاک کربلا پر پڑے ہیں۔ ان پر سورج چمک رہا ہے۔ ہوائیں ان پر ریت اڑا رہی ہیں اور عقاب ان پر منڈلا رہے ہیں''۔ یزید نے اپنا سر جھکا لیا اور کہنے لگا۔ ''میں حسین علیہ السلام کے قتل کے بغیر بھی تم لوگوں کی فرمانبرداری پر راضی تھا''۔

زوجہ یزید کی مخالفت

یزید کی اس گفتگو کو یزید کی زوجہ بنت عبداللہ نے سنا۔ یزید اپنی اس عورت کا بہت دلدادہ تھا۔ اس نے ایک چادر منگوا کر اوڑھی اور پردے کے پیچھے آ کر کہا۔ ''اے یزید! تیرے پاس کوئی شخص موجود ہے؟''۔ یزید بولا۔ ''ہاں''۔ اس کے بعد جو لوگ موجود تھے انہیں باہر جانے کو کہا اور اپنی زوجہ سے اندر آنے کو کہا۔ عبداللہ کی بیٹی ہند اندر آئی۔ سر حسینؑ کو دیکھ کر رونے چلانے لگی اور یزید سے بولی۔ ''یہ تمہارے سامنے کیا چیز رکھی ہے؟''۔ یزید بولا۔ ''یہ حسین ابن علیؑ کا سر ہے''۔ زوجہ بولی۔ ''خدا کی قسم! حضرت فاطمہ زہراؑ اپنے بیٹے کا سر تیرے پاس دیکھ کر سخت ناخوش ہوں گی۔ تو نے یہ کام کر کے خدا اور رسولؐ کی لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا ہے۔ خدا کی قسم! اب نہ تو میرا شوہر ہے نہ ہی میں تیری بیوی ہوں''۔ یزید بولا۔ ''تجھے حضرت فاطمہؑ سے کیا تعلق ہے؟'' زوجہ کہنے لگی۔ ''خداوند تعالیٰ نے ان کے والد۔ شوہر اور بیٹوں کے ذریعے ہماری ہدایت کی اور یہ (خلافت کا) لباس ہمیں پہنایا۔ اے یزید! تجھ پر لعنت ہو تو کس منہ سے خدا اور رسولؐ کے سامنے جائے گا؟''۔ یزید لعین بولا۔ ''اے ہند! ان باتوں کو چھوڑ دو۔ میں حسین علیہ السلام کو قتل نہیں کرنا چاہتا تھا''۔ یہ سن کر ہند روتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

شمر لعین کا یزید لعین کے سامنے پیش ہونا

اس وقت شمر اندر آیا اور کہنے لگا۔ ”اے یزید! میرے تھال کو سونے اور چاندی سے بھر دے۔ میں نے ایک معزز اور محترم سردار کو قتل کیا ہے۔ میں نے اسے قتل کیا ہے جس کے ماں اور باپ خلائق میں بہترین تھے۔ حسب ونسب اور عزت وآبرو کے لحاظ سے ان کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ مکہ اور مدینہ کے تمام لوگوں کے سردار تھے۔ میں نے اسے ایسا نیزہ مارا کہ وہ سر کے بل زمین پر گرا۔ پھر میں نے تلوار سے ضرب لگائی“۔ یزید نے کن انکھیوں سے شمر کو دیکھ کر کہا۔ ”جب تجھے معلوم تھا کہ وہ ماں اور باپ کی نسبت سے بہترین شخص ہے تو پھر اسے کیوں قتل کیا؟۔ خداوند تعالیٰ تیرے اس تھال کو (جہنم کی) آگ اور لکڑیوں سے بھر دے“۔ شمر بولا۔ ”میں تجھ سے انعام کا طلب گار ہوں“۔ یزید نے اپنی تلوار کی دستی شمر کے سینے پر ماری اور کہا۔ ”تیرے لیے میرے پاس کوئی انعام نہیں ہے“۔ یہ سن کر شمر وہاں سے نکلا اور بھاگ گیا۔

یزید کا سر حسین علیہ السلام سے بے ادبی کرنا

اس وقت یزید لعین نے سر حسین علیہ السلام کو اٹھایا۔ وہ دندان مبارک پر چھڑی مارتا تھا اور شراب کا جام منہ سے لگا کر کہتا تھا۔ ”ہم نے ان لوگوں کے سر جدا کر دیئے ہیں جو ہمارے لیے بہت اہم تھے۔ حالانکہ وہ بہت پاک و پاکیزہ اور حلیم و بردبار تھے۔ اور خدا کے نزدیک ہمارے مقابلے میں اپنے مقام و منزلت کے لحاظ سے بہت محترم تھے اور ہر حیثیت سے ہم سے زیادہ صاحب عزت افتخار تھے۔ ہم نے ان پر ظلم کیا ہے اور ان پر ظلم کرنا سوائے گمراہی اور ضلالت کے کچھ نہیں۔ اور جو شخص حق سے تجاوز کرے وہ خسارہ میں ہے۔ اگر انصاف کیا جائے۔ آخر کار روز محشر ہمیں عدل (الٰہی) کا سامنا تو کرنا ہی ہوگا۔ ہم نے اس حکومت کو تو جلد حاصل کر لیا لیکن اس کے پیچھے بھڑکتی آگ کے شعلے ہیں“۔